بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

توہین آمیز خاکوں کی اشاعتِ مکرر......اور قانونِ اہانتِ انبیاء

سترہویں صدی کا ایک اسکاٹش ماہر قانون تحریر کرتا ہے کہ ایسے الفاظ یا بیانات جو اہانت پر مبنی ہوں دراصل خدا کے خلاف غداری کے مترادف ہوتے ہیں۔اگر خدا کی توہین کی سزا نہ دی جائے تو وہ اقوام معتوب ٹھہرتی ہیں۔پھر ان اقوام پر عذاب آتا ہے یہ عذاب زلزلوں، فصلوں کی تباہی، سیلابوں، طاعون اور جنگوں میں شکست کی صورت میں آتا ہے۔

عیسائیت میں مذہب یا مذاہب ،حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین ،روح القدس یا نظریہ تثلیث پر تنقید قابل گرفت اور سنگین جرم ہے۔خروج کی آیات ۲۲:۲۸ ملاحظہ ہوں۔یعنی خدا کی توہین ممنوع ہے۔بائیبل میں ارشاد ہے کہ جو کوئی ایسی توہین کا مرتکب ہوا سے پتھروں سے مار ڈالا جائے۔یہودیت میں بھی ایسی توہین قابل سزا ہے۔ایسی توہین کو انگلش میں بلاسفیمی کہا جاتا ہے۔تالمود میں بھی ایسے مجرم کی سزا موت رکھی گئی ہے۔انسائیکلو پیڈیا آف ریلجین کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے بعد توہین قابل سزا ٹھہری۔اس واقعہ کے ۴۰۰ سال بعد مختلف واقعات رونما ہوئے۔کئی عیسائیوں نے نظریہ تثلیث کی مخالفت بھی کی۔اس نظریہ کی مخالفت بھی قابل گرفت ٹھہری۔۱۵۵۳ء میں یورپ میں مائیکل سرویڈس کو سزائے موت ملی کیونکہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کا مرتکب ہوا۔اس نے نظریہ تثلیث کا مذاق اڑایا تھا۔اسی طرح ایک پادری ڈیوڈ کو بھی یورپ میں توہین عیسی علیہ السلام کی سزا ملی تھی کیونکہ اس نے اس بات کا مذاق اڑایا تھا کہ حضرت عیسی کی عبادت کی جاتی ہے انہیں پوجا جاتا ہے۔یہ واقعہ سولہویں صدی عیسوی کا ہے۔ڈیوڈ کو ۱۵۷۹ء میں ہنگری میں سزا ملی تھی۔یہ سزا عمر قید کی صورت میں تھی۔بردنو کو روم میں ۱۶۰۰ء میں توہین کی سزا زندہ جلانے کی صورت میں دی گئی۔تاہم اٹھارہویں صدی میں سزائے موت ختم کردی گئی۔انگلینڈ میں ۱۵۵۳ء کے مذہبی قوانین کے مطابق ۱۵ اشخاص کو ایلزبتھ کے دور میں زندہ جلا دیا گیا کیونکہ وہ حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔ان مجرموں کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔ان نظریات کے پرچار میں وہ توہین کے مرتکب ٹھہرے۔انگلینڈ میں ایک

پادری جان بڈل کو بھی ۱۷ سال قید کی سزا دی گئی۔ اس کے خلاف بھی یہی الزام تھا۔ انجام کار وہ ۱۶۶۲ء میں جیل میں مر گیا۔ ۱۹۱۲ء میں بھی ایک شخص کو اسی جرم میں سزائے موت دی گئی۔ انگلینڈ میں پارلیمنٹ نے ۱۶۴۸ اور ۱۶۵۰ء میں عیسائی مذہب کی توہین کے بارے قوانین تشکیل دیے۔ سکاٹ لینڈ میں بھی توہین رسالت عیسی اور عیسائیت کی توہین کی سزا موت تھی۔ ۱۶۵۶ء میں جیمز نیلر نامی شخص کو توہین عیسی علیہ السلام کے الزام میں بڑی بڑی طرح مارا گیا اور انجام کار قید کر دیا گیا۔ ۱۶۷۶ء میں جان ٹیلر نے مذہب کو دھوکا کہا تھا اور حضرت عیسی علیہ السلام کی سخت توہین کی تھی۔ میں وہ الفاظ تحریر نہیں کرنا چاہتا جو جان ٹیلر نے کہے تھے۔ کیونکہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں ضبط تحریر میں نہ لایا جائے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو انسائیکلو پیڈیا آف ریلجین صفحہ ۲۴۱) کنگز بینچ کے فاضل چیف جسٹس میتھیو ہیلی نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے کہا تھا :,, مجرم توہین رسالت عیسی علیہ السلام کا مرتکب ہوا ہے۔ اس نے مذہب کی بھی توہین کی ہے۔ چونکہ عیسائیت ہمارے ملک کا سرکاری مذہب ہے۔ ہم اپنے ملک کے قانون کے مطابق جان ٹیلر کو سزا دیتے ہیں ,,۔ بعد ازاں انگلینڈ میں دی ٹالہ لیشن ایکٹ ۱۶۸۹ء بنا۔ اس قانون کے مطابق انگلش عدالتیں مجرموں کو توہین عیسی علیہ السلام کے جرائم کے تحت سزا دیتیں۔

امریکہ میں ورجنیا کی ریاست میں ۱۶۱۱ء میں توہین رسالت عیسی کا قانون بنا جس کے تحت نظریہ تثلیث کی مخالفت یا حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کی سزا موت مقرر کی گئی۔ دیگر ریاستوں میں بھی اسی طرز پر قوانین بنائے گئے۔ موت کے علاوہ حسب ذیل سزائیں بھی دی جا سکتی تھیں۔ (۱) بھاری جرمانے۔ (۲) سرخ آہنی سلاخوں سے مجرموں کے جسموں کو داغنا۔ (۳) کوڑوں کی سزا۔ (۴) جلاوطنی (۵) قید۔ اٹھارہویں صدی کے بعد ان سزاؤں میں امریکہ اور یورپ میں کمی آئی۔ اٹھارہویں صدی کے بعد امریکہ کی دیگر ریاستوں میں توہین عیسی علیہ السلام کے قریباً ۶ درجن مجرموں کو سزائیں ملیں۔ ایک مجرم کی زبان میں لوہے کی سلاخ سے سوراخ کر دیا گیا اور ایک سال قید کی سزا دی گئی۔ انگلینڈ میں ۱۸۲۱ء اور ۱۸۳۴ء کے دوران ۷۳ مجرموں کو سزا دی گئی۔ یہ عیسائیت کی توہین اور حضرت عیسی علیہ السلام کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔ اس مقدمہ میں مجرم نے حضرت عیسی علیہ السلام کی نہایت توہین کی تھی۔ ساتھ ہی یہ لعین مجرم حضرت مریم علیہ السلام کی توہین کا مرتکب ہوا۔ عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ صرف عیسائیت کی توہین اور حضرت عیسی کی توہین امریکن قانون کے مطابق قابل گرفت ہے۔ دیگر مذاہب کی توہین اس

زمرے میں نہیں آتی ۔ بعدازاں ۱۸۳۸ء میں امریکہ میں کامن ویلتھ بنام فی لینڈ کے مقدمہ میں عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ مذہبی امور کو عدالتی اور حکومتی امور سے الگ رکھا جائے ۔ چنانچہ اس کے بعد یہ عدالتیں نرم رویہ اختیار کرنے لگیں ۔۱۸۸۳ء میں انگلینڈ کے لارڈ چیف جسٹس نے بھی یہی نظریہ دیا کہ پریس کی آزادی مقدم ہے اور توہین رسالت عیسی علیہ السلام کے مقدمات میں بھی یہی نظریہ کارفرمارہا۔اس نام نہاد پریس کی آزادی کے تصور نے توہین کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دی ۔ مذہب ایک پرائیویٹ معاملہ ٹھہرا۔۱۹۶۸ء کے بعد امریکہ میں ایسا ایک مقدمہ بھی دائرنہیں ہوا۔اب یہ نظریہ کارفرما ہے کہ عیسا ئیت کے تحفظ کے لیے یا خدا کی توہین کے لیے قانونی گرفت کی ضرورت نہیں ۔ معاذ اللہ خدا اب اپنی عزت کا خود محافظ ہے۔

دی انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن (جلد دوم) مطبوعہ لندن ۱۹۸۷ء کے صفحہ نمبر ۲۴۲ پر مذہب اسلام کی توہین اور توہین رسالت کا ذکر ہے۔ فاضل مقالہ نگار رقمطراز ہے:,,قرآن حکیم کے الفاظ کلمتہ الکفر توہین رسالت اور مذہب اسلام کی تحقیر کے معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ فقہ میں اس موضوع پر قانون موجود ہے۔,,سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۷۴ میں ارشاد ربانی ہے۔قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی ہم نے نہیں کہا اور بے شک انہوں نے لفظ کفر کا کہا اور مسلمان ہو کر منکر ہو گئے اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی تفسیر عثانی (مطبوعہ شاہ فہد قرآن حکیم پرنٹنگ کمپلکس مدینہ منورہ) کے صفحہ ۲۶۳ پر درج ہے ,,منافقین پیچھے بیٹھ کر پیغمبر علیہ اسلام کی اور دین اسلام کی اہانت کرتے جیسا کہ سورہ منافقون میں آئے گا,جب کوئی مسلمان حضور ﷺ تک ان کی باتیں پہنچا دیتا تو اس کی تکذیب کرتے اور قسمیں کھا لیتے کہ ہم نے فلاں بات نہیں کی ۔حق تعالی نے مسلمان راویوں کی تصدیق فرمائی کہ بے شک انہوں نے وہ باتیں زبان سے نکالی ہیں۔اور دعوی اسلام کے بعد مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کی نسبت وہ کلمات کہے ہیں جو صرف منکرین کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔,,اسلام میں ارتداد کی سزا موت ہے ۔ارشاد ربانی ہے۔,,اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوئی محنت اس کی اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے۔,,(سورۃ المائدہ: آیت:۵) ان صورتوں کو توہین کہا جاتا ہے۔فقہاء نے یہ اصطلاحات استعمال کی ہیں: (۱) استخفاف (۲) اہانت (۳) حقارت ۔اللہ, اس کے رسول اور فرشتوں وغیرہ کی تحقیر اس زمرے میں آتی ہے ۔اسلامی عقائد کی تحقیر بھی اس میں شامل ہے۔ایک مجرم ان صورتوں میں ذمہ دار ہوگا: ۱۔عاقل ہو۔۲۔کسی

دباؤ کے تحت اہانت نہ کررہا ہو۔۳۔ بالغ ہو۔۴۔مسلم ہو یا غیر مسلم ۔دونوں صورتوں میں ذمہ دار ہے ۔(بحوالہ: انسائیکلو پیڈیا آف ریلجین ۔صفحہ ۲۴۳)اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مسلم بھی اس قانون کی گرفت میں آتے ہیں۔(ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی)

مذکورہ بالا معروضات پیش کرنے کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ اگر دنیا کے مختلف ممالک میں توہین رسالت کیس میں سزاؤں کا نفاذ ہو جائے اور توہین رسالت کے واقعات کو آزادئ اظہار رائے سے الگ رکھا جائے تو امن قائم ہوسکتا ہے ورنہ کوئی نئی صلیبی جنگ کسی وقت بھی چھڑ سکتی ہے...... مسلم افواج اگر ایسی کسی جنگ سے گریز کریں گی تو اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ خود افواج عالم میں بغاوت پھیل جائے اور لوگ قانون اپنے ہاتھ میں لے کر خود اقوام عالم سے ٹکرانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم حکمران مغربی ممالک سے باضابطہ ڈائلاگ کرکے اس امر کو یقینی بنائیں کہ آئندہ توہین رسالت کے واقعات کی روک تھوم کے لئے یوروپ میں مؤثر قانون سازی کی جائے گی اور جہاں قوانین پہلے سے موجود ہیں وہاں ان پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے گا........... مختلف تنظیمیں فرانس سے معافی مانگنے کا مطالبہ کررہی ہیں........... کس سے معافی........... سوچیں تو سہی کیا توہین رسالت کے معاملہ میں کسی انسان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ معاف کرسکے؟ یہ معاملہ تو براہ راست اللہ کے اختیار میں ہے...... پھر معافی کا مطالبہ کیسا؟ جب کہ معلوم بھی ہے کہ بے غیرت لوگ معافی کبھی نہ مانگیں گے مانگ لیں تو کسی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ...... مسئلے کا حل اول وآخر اقوام عالم نے اس سلسلہ میں باوقار ڈائلاگ اور پائیدار معاہدہ ہے........... امن معاہدہ...... بین الملل احترام باہمی کا معاہدہ......

واعلم ایہا الاخ ....

☆کل ما اصابک فاجرہ علی اللہ،من الھم والغم،والحزن والجوع والفقروالمرض والدین

☆لاتنتظر شکرا من احد ویکفی ثواب الصمد وما علیک ممن جحد وحقد وحسد.☆